www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق و تنقید

جناب غازی عزیز

قسط ۲

"حقیقتِ محمدیہ" اور "نورِ محمدی" کی حقیقت

اب ذیل میں چند ان علماء کی تحقیقات پیش کی جاتی ہیں، جنھوں نے مصنف عبدالرزاق کی اس حدیث کو نہ صرف صحیح تسلیم کیا بلکہ رفع اعتراض کی خاطر حدیث کے صاف، صریح اور واضح معانی کو چھوڑ کر طرح طرح کی انوکھی اور نرالی تاویلات بھی پیش کی ہیں۔

چنانچہ علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں:

"حدیث میں "مِنْ نُوْرِهٖ" اضافت تشریفی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کوئی عام انسان نہیں بلکہ) عجیب مخلوق اور بڑی شان والے ہیں۔ احضارِ ربوبیت سے ان کی مناسبت اس ارشادِ باری تعالیٰ: "وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوْحِهٖ" (اور پھونکی اس (پتلے) کے اندر اپنی روح ہیں سے) کی طرح بیانی ہے۔ نور سے مراد وہ ذاتِ تعالیٰ ہے، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ یہی ذاتِ پاک وہ مادّہ تھی جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شئے کے واسطہ و وجود کے بغیر اس نور کو اپنے ارادہ سے پیدا کیا۔ الخ"[۱]

علامہ اسماعیل محمد عجلونی الجراحیؒ بھی علامہ زرقانیؒ کی طرح اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"مِنْ نُوْرِهٖ" سے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور اس کی ذاتِ پاک کے ساتھ قائم ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدیؐ

[۱] شرح المواہب اللدنیہ الزرقانی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کو اس نور سے پیدا کیا جسے اس نے اپنے لیے نورِ محمدی سے قبل پیدا کیا تھا۔
پھر اس بات کا بھی احتمال ہے کہ۔ "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا نور اپنے نور یعنی اپنی ذاتِ خاص سے پیدا فرمایا" یہ محض ایک بیانی اضافت ہو کیونکہ اس کے معنی ہرگز یہ نہیں ہو سکتے کہ جس مادہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا وہ ذاتِ باری تعالیٰ کا جزء تھا۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے بغیر کسی چیز کے وجود و توسط اس نور کو پیدا فرمایا۔ الخ" [۵۲]

علامہ زرقانی و علامہ عجلونی کی اتباع میں علامہ عبدالحئی لکھنوی نے بھی اپنی کتاب "الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" کے باب "ذِکْرُ بَعْضِ الْقِصَصِ الْمَشْهُوْرَۃِ" میں اس حدیث کی تاویل و شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے نور میں سے کچھ نور نکال کر اسے اپنے نبی کا نور بنایا، اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے کوئی جزء کاٹ کر علیحدہ کیا اور اس سے اپنے نبی کا نور بنایا، ورنہ اس سے تو اللہ تعالیٰ "مستلزم للتجزی" ہو گا ..... جن قصاص و مذکرین نے عبدالرزاق کی اس روایت کے ظاہر کو اپنایا ہے وہ ورطۂ ظلمات کا شکار ہوئے ہیں (پھر حدیث نقل کرتے ہیں) ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سمجھنے میں خطا کی ہے۔ وہ لوگ نہیں جانتے کہ اس حدیث میں "مِنْ نُوْرِہٖ" سے اضافت مراد ہے۔ بالکل اس اضافت کی طرح جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور اس میں اپنی روح پھونکنے کے قصہ میں بیان کی ہے، یا جیسے اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں "رُوْحٌ مِّنْهُ" کہا۔ یا کعبہ و مساجد کو بیت اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "رُوْحُ اللّٰہِ" وغیرہ کہا۔" [۵۳]

علامہ زرقانی، علامہ عجلونی اور مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہم اللہ کو اس حدیث کی تاویل محض اس لیے کرنی پڑی کہ یہ تمام حضرات جملہ مخلوقات سے قبل "نورِ محمدی" کی تخلیق اور اس کے وجود کے

---

[۵۲] کشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص ۳۱۱-۳۱۲
[۵۳] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۴۲

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قائل ہیں۔ نیز مصنف عبدالرزاق کی، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے آنے والی، روایت کو صحیح مانتے ہیں۔ لیکن اس میں جو دقتیں موجود تھیں اُن کا حل اس طرح کی تاویل کے علاوہ اور کسی طرح ممکن نہ تھا۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی مرحوم ایک مقام پر کھل کر اس حدیث کے ثبوت کا دعویٰ ان الفاظ میں فرماتے ہیں :

"عبدالرزاق کی روایت سے نورِ محمدی کی اوّلیت اور تمام مخلوقات میں اس کی سبقت ثابت ہے۔"[۵۴]

اب بعض ان علماء کے اقوال پیش ہیں جنہوں نے عبدالرزاق کی اس حدیث کو قبول کرنے میں پس و پیش کا اظہار کیا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی، جنہیں اس حدیث کی سند نہ مل سکی تھی، علامہ زرقانی، عجلونی اور عبدالحئی لکھنوی رحمہم اللہ کی تاویلات کو کوئی وقعت نہ دیتے ہوئے اس روایت کو تسلیم نہ کرنے کی وجوہ اس طرح بیان کرتے ہیں :

"چونکہ کتاب مذکور (مصنف عبدالرزاق) میں صحیح حدیثوں کے ساتھ ساتھ موضوع حدیثیں تک موجود ہیں اور فضائل و مناقب میں اس کی روایتوں کا اعتبار کم کیا جاتا ہے، اس لیے اصولی حیثیت سے اس روایت کے تسلیم کرنے میں مجھے پس و پیش ہے۔ اس تردد کو قوت اس سے اور بھی زیادہ ہوتی ہے کہ صحیح احادیث میں مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے پہلے قلمِ تقدیر کی پیدائش کا تصریحی بیان ہے۔ الخ"[۵۵]

واضح رہے کہ علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے اپنی کتاب "سیرت النبیؐ" میں یہ روایت زرقانی کے حوالہ سے ہی درج کی ہے۔ علامہ موصوف کے علاوہ حافظ قاری مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی صاحب (صدر انجمن اسوۂ حسنہ پاکستان) جنہیں حدیث اور فنِ جرح و التعدیل اور اسماء الرجال سے تھوڑا بہت شغف ہے، اس حدیث کے متعلق علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم کی تحقیق نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :

"ہمارے نظر بریں یہ روایت شیعوں کی وضع کردہ ہے۔ اور یہ اس لیے وضع کی گئی ہے تاکہ پنج تن پاک کی کہانیوں کی راہ ہموار ہو سکے۔ کیونکہ ان کہانیوں کی رو سے

۵۴ے الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة صہ ۴۳
۵۵ے سیرت النبیؐ مصنفہ سید سلیمان ندویؒ ج ۳ صہ ۳۲۰

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یہ نور پانچ حصوں میں تقسیم ہوا ہے۔ اور یہ روایت عبدالرزاق کے علاوہ کسی اور کتاب میں نہیں اور وہ رافضی ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے عقیدہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے یہ روایت وضع کی ہے۔ الخ" [56]

یہ بات درست ہے کہ یہ روایت حدیث کی اور کسی کتاب میں موجود نہیں ہے اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ یہ روایت موضوع ہو، بلکہ شیعوں کی ہی وضع کردہ ہو۔ کیونکہ مصنف عبدالرزاق میں مرفوع، موقوف، منقطع، مرسل، صحیح، حسن، شاذ، ضعیف، منکر، موضوع غرض ہر قسم کی روایات موجود ہیں۔ یہ بھی ناممکن نہیں کہ یہ روایت اہلِ کتاب کے قصص سے ہماری کتب میں دوسری تمام اسرائیلیات کی طرح منتقل ہو گئی ہو۔ تاہم کاندھلوی صاحب کا یہ شبہ محلِ نظر ہے کہ:

"یہ روایت اس لیے وضع کی گئی ہے تاکہ پنج تن پاک کی کہانیوں کی راہ ہموار ہو سکے کیونکہ ان کہانیوں کی رو سے یہ نور پانچ حصوں میں تقسیم ہوا ہے!"

اس روایت سے شیعوں کے مزعومہ پنج تن کا کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ اگر کاندھلوی صاحب صرف سید سلیمان ندوی مرحوم کی "سیرۃ النبی" کو ہی اپنے علم و تحقیق کا ماخذ بناتے تو انہیں یقیناً علم ہوتا کہ عبدالرزاق بن الہمام نے اس نور کا پانچ نہیں، بلکہ بارہ یا تیرہ حصوں میں تقسیم ہونا روایت کیا ہے جس کی تفصیل المواہب اللدنیہ، شرح المواہب اللدنیہ، کشف الخفاء اور الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ وغیرہ میں بھی درج ہے۔

یہ درست ہے کہ عبدالرزاق ابن الہمام کو اکثر ائمہ جرح والتعدیل نے "رافضی" قرار دیا ہے۔ مگر اس پر فی نفسہ "وضّاع" ہونے کا حکم پہلی بار کاندھلوی صاحب نے ہی لگایا ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری (شارح ترمذی) المتوفی ۱۳۵۲ھ اور حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: "وہ ثقہ حافظ تھا، آخر عمر میں اس میں تغیر آگیا تھا اور اس میں تشیع بھی موجود تھا"۔ علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی الکوفی نزیل طرابلس (م ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں: "ثقہ تھا اور اس میں تشیع موجود تھا"، علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: "اعلام الثقات میں سے ایک تھا"۔ امام نسائی کا قول ہے کہ "جس نے اس سے آخر عمر میں کچھ لکھا وہ محلِ نظر

---

[56] "مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت" مصنفہ کاندھلوی صاحب حصہ اول ص ۶۸-۷۲ طبع انجمن اسوۂ حسنہ پاکستان ۱۹۶۶ء

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہے۔ اس سے مناکیر مروی ہیں" ابن عدیؒ فرماتے ہیں: "وہ فضائل میں ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن کی کوئی موافقت نہیں ہوتی۔ اس کو تشیع کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے" امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: "ثقہ ہے لیکن خطا کرتا ہے" امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ "عبداللہ بن احمدؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے: عبدالرزاق میں شیعیت تھی اور وہ تشیع میں افراط و تفریط سے کام لیتا تھا۔ بعض لوگوں نے اس کی بعض احادیث کو ترک بھی کیا ہے۔ علامہ ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی فرماتے ہیں کہ: "اس سے اصحابِ ستہ نے اپنی کتب میں تخریج کی ہے" لہٰذا عبدالرزاق کی پوری ذات کو مطعون کرنا یا ان کی مصنف کو سرے سے جھوٹ کی پوٹ، ناقابلِ اعتماد یا دریابرد کیے جانے کا مستحق ٹھیرانا سراسر ناانصافی اور ظلم و زیادتی کی بات ہے۔ مزید تفصیل کے لیے میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبیؒ، تہذیب التہذیب لابنِ حجر عسقلانیؒ، تقریب التہذیب لابنِ حجر عسقلانی رحؒ، معرفۃ الثقات من رجال اہل العلم والحدیث ومن الضعفاء وذکر مذاہبہم واخبارہم للعجلیؒ، تحفۃ الاحوذی للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوریؒ، طبقات ابنِ سعدؒ، المعارف لابنِ قتیبہ الدینوریؒ، فہرست لابی الفرج محمد بن اسحٰق الندیمؒ (م ۳۸۵ھ)، تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ، البدایۃ والنہایۃ لابی الفداء عماد الدین اسماعیل بن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ)، شذرات الذہب فی اخبار من الذہب لابی الفلاح عبدالحیؒ بن عماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ)، الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتمؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی اور اور حاشیہ بر الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ (صاحب الحواشی دکتور قلعجی) وغیرہ کی طرف[۵۶] رجوع کرنا مفید ہوگا۔

[۵۶] میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۶۰۹ طبع دارالمعرفۃ بیروت، تہذیب التہذیب لابنِ حجر ج ۶ ص ۳۱۰-۳۱۵ طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد ۱۳۲۵ھ و تقریب التہذیب لابنِ حجر ج ۱ ص ۵۰۵ طبع دارالمعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲ ص ۹۳ طبع مکتبۃ الدار مدینۃ المنورۃ ۱۹۸۵ء، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳ ص ۳۰۶، طبقات ابنِ سعد ج ۵ ص ۵۴۸، المعارف لابنِ قتیبہ ص ۲۵۹، فہرست لابنِ ندیم ص ۲۲۸ طبع دارالمعرفۃ بیروت، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۳۶۴ طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد ۱۹۵۸ء، البدایۃ والنہایۃ لابنِ کثیر ج ۱۰ ص ۲۶۵ طبع مکتبۃ المعارف بیروت ۱۹۶۶ء، شذرات الذہب لابنِ العماد ج ۲ ص ۲۷ طبع دار الآفاق الجدیدۃ بیروت، الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ص ۳۷۹ طبع دارالوعی حلب ۱۳۹۶ھ، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ ق ۲ ص ۱۳۰ طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ ۱۳۶۱ھ، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۳ ص ۱۰۷ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۴ء، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتم ج ۳ ق ۱ ص ۳۸-۳۹ طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ ۱۳۷۱ھ، کامل لابنِ عدی ج ۵ ترجمہ ۱۹۳۸ء، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۵۴ طبع دارالقلم بیروت ۱۹۸۵ء، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ج ۱ ص ۳۱۹-۶۵۴ و حاشیہ بر ضعفاء الکبیر للقلعجی ج ۳ ص ۱۰۹ وغیرہ۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اب اس سلسلہ کی ایک دوسری روایت پیش ہے، جو پہلی روایت سے کہیں زیادہ مشہور اور زبان زدِ خاص وعام ہے ـــــ بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ "

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔"

اس روایت نے قصاص وواعظین کی تقاریر اور سیرت نگاروں کی کتب میں بہت کثرت سے بار پایا ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی مشہور تصنیف "المدارج النبوۃ" کے خود نوشت مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم صفت "اول" کیسے ہے؟ تو یہ اولیت اسی بناء پر ہے کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اول ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ"

"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا" [۵۸]

اور ڈاکٹر احسان اللہ استخری فرماتے ہیں:

"چنانچہ رسول فرمود: " اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ " [۵۹]

"چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔"

علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

" اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ " کی روایت عام طور سے زبانوں پر جاری ہے مگر اس روایت کا احادیث کے دفتر میں مجھے کہیں کوئی پتہ نہیں ملا" [۶۰]

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) حدیث "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ" کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"زین العرب نے شرح المصابیح میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ان روایات سے

---

[۵۸] مقدمہ "مدارج النبوۃ" ص۱ مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

[۵۹] اصولِ تصوف از ڈاکٹر احسان اللہ استخری ص۶۹

[۶۰] سیرت النبیؐ از سید سلیمان ندویؒ ج ۳ ص۳۶۰

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

متعارض ہے جن میں بیان کیا گیا ہے : "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلُ" یا "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ" یا "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الرُّوْحُ" یا "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَرْشُ"

روایات کے اس تعارض کو اس طرح رفع کیا گیا ہے کہ ان میں مذکور اوّلیت سے مراد اضافی امور میں اوّلیت ہے۔ پس ان سب میں اوّل شئے جس کی تخلیق کا ذکر جنس کی قبیل سے کیا گیا ہے، وہ قلم ہے جو تمام اجسام سے قبل پیدا کیا گیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تمام انوار سے قبل پیدا کیا گیا۔ عقل والی حدیث اس پر محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسامِ لطیفہ میں سب سے پہلے جو چیز پیدا فرمائی وہ عقل تھی اور اجسامِ کثیفہ میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی گئی وہ عرش تھا، پس اس طرح ان میں کوئی تناقض باقی نہیں رہتا ——— لیکن میں کہتا ہوں کہ عقل والی حدیث موضوع ہے اور باقی تینوں روایات ان الفاظ کے ساتھ وارد ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا تاویل سے مستغنی ہیں۔"[61]

اور مولانا عبدالحیٰ لکھنوی مرحوم بیان کرتے ہیں:

"قصہ گو حضرات میں یہ حدیث (أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ) بہت شہرت پا گئی ہے۔ حالانکہ یہ وہ حدیث ہے جو ان الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو دوسری روایات اس سلسلہ میں وارد ہیں، ان میں اس روایت سے معنوی موافقت ومطابقت پائی جاتی ہے۔"[62]

تھوڑا آگے چل کر مولانا عبدالحیٰ مرحوم نے اس روایت کا ذکر بھی کر دیا ہے جس میں بقول اُن کے روایتِ زیرِ نظر کی معنوی موافقت ومطابقت پائی جاتی ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ" کا لفظاً عدمِ ثبوت لیکن معناً اس کا ورود جو قصاص ومذکرین اور عوام وخواص کی زبان پر مشہور ہے وہ دراصل اس حدیث کے سبب ہے: "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ" (یعنی اگر آپ نہ ہوتے میں ان آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)۔"[63]

---

[61] قوت المغتذی علی جامع الترمذی للسیوطی
[62] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۴۳
[63] ایضاً ص ۴۳-۴۴

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" والی اس روایت نے بھی بہت شہرت و مقبولیت پائی ہے۔ چنانچہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانیؒ فرماتے ہیں:

"وزمین وزمان را بطفیلِ او خلق فرمودہ است کما ورد۔" [۶۴]

"زمین اور آسمان کو انہیؐ کے طفیل پیدا فرمایا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔"

اسی بات کو مولانا قاسم صاحب مرحوم (بانیٔ دارالعلوم دیوبند) نے اپنے "قصائدِ قاسمی" کے قصیدۂ بہاریہ میں اس طرح بیان کیا ہے ؎

جو تو اسے نہ بناتا تو یہ سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
طفیل آپؐ کے ہے کائنات کی ہستی — بجا ہے کہئے اگر تم کو مبدأ الآثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود — قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار
لگا تا ہاتھ نہ پتلے کو ابو البشر کے، خدا — اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار [۶۵]

شیخ شہاب الدین شاہ ولد شاہ علی شاہ (امام باطنیہ نزاریہ) فرماتے ہیں:

"فصل پنجم در معرفت: در حدیث قدسی می فرماید اے محمدؐ! اگر تو نبودے آسمانہا را خلقت نمی کردم و در جائے دیگر است اگر علی نبودے ترا خلقت نمی کردم۔" [۶۶]

"حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ اگر تم نہ ہوتے تو میں ان آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور ایک دوسری جگہ ہے کہ اگر علیؓ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔"

شیخ شہاب الدین شاہ نے "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" کے ساتھ ایک اور روایت "لَوْلَا عَلِیٌّ لَمَا خَلَقْتُکَ" بھی بیان کی ہے، جسے بعض صوفیاء اور علمائے شیعہ نے مزید شرح و بسط کے ساتھ اپنی مختلف تصانیف میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین و برہان المتقین حاج ملا سلطان محمد گنا بادی سلطان علی شاہ و مولا شہید فرماتے ہیں:

"قبولِ رسالت بیعت کردن است بر قبولِ احکامِ ظاہری و قبول ولایت بیعت کردن

---

[۶۴] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر ۳ حصہ ۹ مکتوب نمبر ۱۰۰ ص ۴۲-۵۔

[۶۵] قصائد قاسمی بحوالہ تبلیغی نصاب (فضائلِ درود ص ۱۲۴) مصنفہ مولانا زکریا صاحب کاندھلوی مرحوم

[۶۶] "رسالہ در حقیقتِ دین" مصنفہ شاہ شہاب الدین ص ۱۳ طبع بمبئی ۱۹۳۳ء

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

است بر قبولِ احکامِ باطنی۔ اول را اسلام وثانی را ایمان می گویند..... وبملاحظہ جیثیت رسالت وولایت نسبت بحدیث دادہ شد کہ لَوْلَا عَلِيٌّ لَمَا خَلَقْتُكَ"[۶۷]

"قبولِ رسالت کا معنیٰ ہے احکامِ ظاہری کے قبول پر بیعت کرنا، اور قبولِ ولایت کا معنیٰ ہے احکامِ باطنی کے قبول کرنے پر بیعت کرنا۔ پہلے کو اسلام اور دوسرے کو ایمان کہتے ہیں..... رسالت اور ولایت کی حیثیت کو مدِنظر رکھ کر اس حدیث سے نسبت دی گئی ہے کہ اگر علیؓ پیدا نہ ہوتے تو لے محمدؐ میں آپ کو بھی پیدا نہ کرتا۔"

اور قاضی نوراللہ شوستری (مقتول بحکمِ جہانگیر ۱۰۱۹ھ) جہنم کی پیدائش کا سبب بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"قَالَ جِبْرِيلُ لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يُحِبُّونَ عَلِيًّا كَمَا تُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ۔"[۶۸]

"جبریلؑ نے کہا، اگر اہلِ زمین بھی علیؓ سے ایسی ہی محبت کرتے جیسی کہ اہل آسمان ان سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا۔"

بہرحال حدیث "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ" کے متعلق علامہ صنعانیؒ فرماتے ہیں کہ "موضوع" ہے[۶۹]۔ علامہ محمد بن علی الشوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) نے بھی علامہ صنعانیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے اسے "موضوع"[۷۰] قرار دیا ہے۔ علامہ طاہر پٹنیؒ اور شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظ اللہ بھی اسے "موضوع" قرار دیتے ہیں[۷۱]، لیکن علامہ نورالدین علی بن محمد بن سلطان المشہور بملا علی القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

"صنعانیؒ کا قول ہے کہ یہ موضوع ہے، ایسا ہی ابنِ حجر عسقلانیؒ سے "الخلاصہ" میں مذکور ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ چنانچہ دیلمیؒ نے ابنِ عباسؓ سے مرفوعاً

---

[۶۷] "ولایت نامہ" تالیف گنابادی ص ۳۵ طبع دوم چاپخانہ دانش گاہ تہران ۱۳۸۵ھ

[۶۸] "احقاق الحق" للشوستری ج ۷ ص ۱۵۲ [۶۹] الاحادیث الموضوعۃ للصنعانی ص ۷

[۷۰] فوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للشوکانی ص ۳۲۶ طبع السنۃ المحمدیۃ ۱۹۶۰ء

[۷۱] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرہا السیئ فی الامۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۹۹-۳۰۰ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ وتذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۸۶

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

روایت کی ہے: "اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ قَالَ اللّٰہُ یَا مُحَمَّدُ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ۔" (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بیان کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر آپ نہ ہوتے تو نہ میں جنت پیدا کرتا نہ دوزخ) اور ابنِ عساکرؒ کی روایت میں ہے: "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا" (یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ کرتا)[۴۲]

محدثِ عصر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ اس حدیث کے معنیٰ کی صحت بیان کیے جانے پر تنقید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کے معنیٰ کی صحت پر جزم اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک کہ دیلمیؒ سے جو روایت نقل کی گئی ہے وہ پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ جائے۔ مجھے اس کی سند کا کوئی علم نہیں ہو سکا لیکن مجھے اس کی تضعیف میں کوئی تردد نہیں ہے، کیونکہ اس کی صحت کا دعویٰ محتاجِ دلیل ہے۔ مزید اس میں دیلمیؒ کا تفرد بھی پایا جاتا ہے۔ اور جہاں تک ابنِ عساکرؒ کی روایت کا تعلق ہے، تو اس کی تخریج امام ابن الجوزیؒ نے سلمان کی ایک طویل مرفوع حدیث سے کی ہے اور اس پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ موضوع ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے بھی اس کو موضوع بیان کیا ہے"[۴۳]

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی القرشیؒ (م ۵۹۷ھ) کی تخریج کردہ، سلمان کی جس طویل مرفوع حدیث کی طرف اوپر اشارہ فرمایا ہے اسے علامہ سیوطیؒ نے "اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ" میں اور علامہ ابنِ عراق الکنانیؒ نے "تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ" میں بھی نقل کیا ہے، اس روایت میں جو الفاظ مروی ہیں وہ اس طرح ہیں:

"وَلَوْلَاکَ یَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا"[۴۴]

۴۲؎ الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ للقاری ص ۱۹۴

۴۳؎ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۹۹-۳۰۰

۴۴؎ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹ طبع مکتبۃ السلفیہ مدینۃ المنورۃ ۱۹۶۶ء و تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۳۲۵ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۱ء و اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۲۷۲ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور اس کا طریق اسناد حسب ذیل ہے :

"اَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرٍ الْحَافِظَانِ وَمَوْهُوْبُ بْنُ اَحْمَدَ اللُّغَوِيُّ وَعُمَرُ بْنُ ظَفْرٍ وَعَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ اَحْمَدَ الْيُوْسُفِيُّ قَالُوْا اَنْبَأَنَا اَبُوْ بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ الْمُظَفَّرِ بْنِ سُوْسِنٍ قَالَ اَنْبَأَنَا اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَرَفِيُّ قَالَ اَنْبَأَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَمْزَةُ بْنُ الْعَبَّاسِ الدِّهْقَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى بْنِ حَيَّانَ الْمَدَائِنِيُّ الْمَعْرُوْفُ بِاَبِي السُّكَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ اَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوْفِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْيَسَعِ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ الضَّرِيْرِ عَنِ الْخَلِيْلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى الْبَصْرِيِّ عَنْ زَاذَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ بِهِ۔"[۷۵]

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد علامہ ابن الجوزی، علامہ سیوطی اور علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی (م ۹۶۳ھ) رحمہم اللہ فرماتے ہیں :

"یہ حدیث بلا شک وشبہ موضوع ہے، اس کی اسناد میں مجہول اور ضعفاء موجود ہیں۔"[۷۶]

آگے چل کر علامہ ابن الجوزیؒ نے ان ضعفاء کی خود نشاندہی بھی فرمادی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"ضعفاء میں ابوالسکین اور ابراہیم بن الیسع ہیں۔"[۷۷]

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ ابوالسکین "ضعیف" ہے۔ حاکمؒ کا قول ہے کہ "وہ متروک ہے" یہ بھی منقول ہے کہ "وہ مغفل تھا" علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "دارقطنیؒ نے اس کو ضعیف اور متروک قرار دیا ہے، لیکن برقانیؒ نے اس کی توثیق کی ہے" ابن حجر عسقلانیؒ، سیوطیؒ اور شیخ محمد ناصر الدین

---

[۷۵] کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹ واللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۲۷۲

[۷۶] کتاب الموضوعات لابنِ الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹-۲۹۰ وتنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۳۲۵ واللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۲۷۲

[۷۷] کتاب الموضوعات لابنِ الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹-۲۹

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الالبانی نے بھی ابو السکین کی تضعیف کی ہے۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، المغنی فی الضعفاء للذہبیؒ، لسان المیزان لابن حجرؒ، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی کی طرف مراجعت مفید ہوگی [۵۸]۔

اس حدیث کے دوسرے راوی ابراہیم بن الیسع کو دارقطنیؒ، ابن الجوزیؒ اور علامہ سیوطیؒ وغیرہ نے متروک [۵۹] قرار دیا ہے۔ اس کا تیسرا راوی یحییٰ البصری ہے جسے دارقطنیؒ نے "متروک" قرار دیا ہے، امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: "ہم نے یحییٰ البصری کی احادیث جلا ڈالی تھیں" فلاسؒ کا قول ہے: "وہ کذاب تھا اور موضوع احادیث بیان کرتا تھا" علامہ سیوطیؒ اور ابن الجوزیؒ نے بھی اسے "متروک" قرار دیا ہے، علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "دارقطنیؒ نے اس کی تضعیف کی ہے" ابن عدیؒ کا قول ہے: "اس کی حدیث ضعف کے ساتھ لکھی جاتی ہے"۔ علامہ شیخ ناصر الدین الالبانی نے بھی علامہ ذہبیؒ کا قول نقل کرکے اس سے اتفاق ظاہر کیا ہے [۶۰]۔

ان تینوں رواۃ کے علاوہ اس سند میں زاذان بھی موجود ہے جسے عجلیؒ اور ابن معینؒ نے "ثقہ" کہا ہے، علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "ابن عدیؒ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے" ابو احمد الحاکمؒ کا قول ہے کہ "متین نہیں ہے" ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "کثرت کے ساتھ خطا کرتا ہے" ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: "صدوق ہے، ارسال کرتا ہے اور اس میں شیعیت موجود ہے"۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی کہتے ہیں: "جو کثرت کے ساتھ خطا کرتا ہو وہ ثقہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟" —— مزید تفصیل کے لیے معرفۃ الثقات للعجلیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، تاریخ بغداد لابی بکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بالخطیب البغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکرؒ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ،

---

۵۸ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۴۸۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۶۲۸، المغنی فی الضعفاء للذہبی ج ۲ ص ۶۲۲ طبع البلاغۃ ۱۹۷۱ء، لسان المیزان لابن حجر ج ۵ ص ۳۳ طبع دائرۃ المعارف، اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۲۷۲ و سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۳۳ و ج ۲ ص ۲۴۷

۵۹ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۸۹-۲۹۰ و اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۲۷۲

۶۰ میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۳۸۰-۳۸۱ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۲۹۰، اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۲۷۲ و سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۱۷۷، ۴۷۲

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میزان الاعتدال للذہبیؒ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی وغیرہ[۵۱] کا مطالعہ فرمائیں۔

مولانا عبدالحیی لکھنویؒ فرماتے ہیں کہ :

"علامہ قسطلانیؒ نے المواہب اللدنیہ میں اور علامہ زرقانیؒ نے اس کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں حضرت عمرؓ سے مرفوعاً تخریج کی ہے : آدمؑ نے محمدؐ کا نام عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انؑ سے فرمایا تھا : "لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" اور ابوالشیخؒ نے "طبقات الاصفہانیین" میں اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے : "أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى عِيْسٰى آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَأْمُرْ أُمَّتَكَ أَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهٖ، فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَآءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ"

(یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ وہ محمدؐ پر ایمان لائیں اور اپنی اُمت کو حکم دیں کہ وہ بھی آپؐ پر ایمان لائیں کیونکہ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں نہ آدمؑ کو پیدا کرتا، نہ جنت اور نہ ہی جہنم کو۔ اور جب میں نے پانی پر عرش پیدا فرمایا تو وہ مضطرب تھا۔ پس میں نے اس پر "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا تو وہ ساکن ہو گیا) لیکن اس کی سند میں عمرو بن اوس ہے جس کے بارے میں علم نہیں کہ وہ کون ہے؟ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ دیلمیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے : "أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ، لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ"[۵۲]

مولانا عبدالحیی مرحوم نے اوپر جتنی بھی روایات بیان کی ہیں، وہ تمام کی تمام سنداً باطل

---

[۵۱] معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۳۶۶، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۲۵۶، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۲۰۳، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ج ۸ ص ۴۸۶ مطبع السعادۃ بمصر ۱۳۴۹ھ، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۲۴۰، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳ ص ۱۴۰، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۲۳ و میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۶۳

[۵۲] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۴۴-۴۵

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام والی حدیث، جس کا ذکر مختصراً کیا گیا ہے، مستدرک حاکم (م ۴۰۵ھ) میں اس طرح مذکور ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ قَالَ يَا رَبِّ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰى اسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ لِاَنَّهٗ اَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ اُدْعُنِيْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" [۸۳]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدم ؑ نے گناہ کا ارتکاب کیا تو کہا "اے رب میں بحق محمدؐ آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم، تو نے محمدؐ کو کیسے پہچانا اور میں نے ابھی اس کو پیدا ابھی نہیں کیا؟" کہا "اے پروردگار جب آپ نے مجھے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی، میں نے سر اوپر اٹھایا تو عرش کے قوائم پر لکھا دیکھا" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" میں نے جان لیا کہ آپ نے اسے اپنے نام کے ساتھ جو ملایا ہے تو سب مخلوق میں آپ کو محبوب ہے"۔ اللہ نے فرمایا: "آدم تو سچ کہتا ہے واقعی یہ مخلوق میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ اس کے حق سے دعا کر میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تجھے نہ پیدا کرتا"

اس روایت کا طریق اسناد یہ ہے:

"قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ الْعَدْلُ ثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ ثَنَا

[۸۳] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۱۵ طبع مکتب المطبوعات حلب۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

أَبُو الْحَارِثِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ الْفِهْرِيُّ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنْبَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ "[۸۴]

اس حدیث کی تخریج ابوبکر الآجری نے بھی اپنی "کتاب الشریعہ" میں کی ہے جس کا طریق اسناد حسب ذیل ہے:

"قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَارِثِ الْفِهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ بْنِ بِنْتِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ان دونوں سندوں میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم موجود ہے جو انتہائی مجروح راوی ہے۔ اس کی "تضعیف" امام احمدؒ، ابن المدینیؒ، بخاریؒ، ابوداودؒ، نسائیؒ، ابوحاتمؒ، ابوزرعہؒ، ابن سعدؒ، جوزجانیؒ، ابن معینؒ، عقیلیؒ، ذہبیؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، ابن خزیمہؒ، طحاویؒ، ابن حبانؒ اور ابن تیمیہؒ وغیرہ نے کی ہے۔ ساجیؒ نے اسے "منکر الحدیث" بتایا ہے۔ ابونعیمؒ اور حاکمؒ فرماتے ہیں: "اپنے والد سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے۔" امام ابن الجوزیؒ نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب "الموضوعات" میں کیا ہے۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ، علل لابن حنبلؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، التاریخ الصغیر للبخاریؒ، الضعفاء الصغیر للبخاریؒ، معرفۃ والتاریخ للبسویؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، مجروحین لابن حبانؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، مغنی فی الضعفاء للذہبیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروانؒ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمیؒ، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلولؒ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، کتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ، مختصر ضعفاء لابن حبانؒ، کشف الاحوال للمدراسیؒ، الوسیلہ لابن تیمیہؒ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی وغیرہ[۸۶] کی طرف رجوع فرمائیں۔

---

[۸۴] ایضاً [۸۵] کتاب الشریعۃ مصنفہ ابوبکر الآجری ص ۴۲۷

[۸۶] الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ نمبر ۳۶۰، علل لابن حنبل ج ۱ ص ۱۴۱، ۱۶۶، ۲۶۵، ۱۰۲۴، التاریخ الکبیر للبخاری (بقیہ بر صفحہ ۶۴)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے علاوہ حاکمؒ اور ابوبکر الآجریؒ دونوں کی سندوں میں ایک راوی ابوالحارث عبداللہ بن مسلم الفہری بھی ہے جو عند المحدثین "مجہول"[86] ہے۔ اور الآجری کی سند میں ابوعبدالرحمٰن بن عبداللہ بن اسماعیل بھی ایسا راوی ہے جس کا حال معلوم نہیں ہے۔

حاکمؒ اور ابوبکر الآجریؒ کے علاوہ اسے طبرانیؒ نے "اوسط" و"صغیر" میں روایت کیا ہے لیکن طبرانیؒ کی روایت کے متعلق علامہ نورالدین بن ابی بکر الہیثمیؒ (م 807ھ) فرماتے ہیں: "اس کی سند میں ایسے رواۃ موجود ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔"[88] امام ابن الجوزیؒ نے بھی اس حدیث کو "الوفاء باحوال المصطفیٰ" میں بلا سند و بلا تنقید وارد کیا ہے[89]۔

مذکورہ بالا چند علتوں کے علاوہ اس حدیث کی سند و متن میں بعض اور قابل اعتراض علتیں بھی موجود ہیں جو اس روایت کو قطعی طور پر ناقابل اعتماد ٹھہراتی ہیں۔ اگرچہ اس روایت کو امام حاکمؒ نے "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے لیکن علامہ ذہبیؒ اور امام ابن تیمیہؒ وغیرہ اسے "موضوع" قرار دیتے ہیں۔ چونکہ یہ مزید تفصیل کا موقع نہیں ہے اس لیے اس موضوع کو عنقریب ان شاء اللہ ایک مستقل مضمون کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ وَمَا تَوْفِيقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (جاری ہے)

ج 3 ص 294، التاریخ الصغیر للبخاری ج 2 ص 227، الضعفاء الصغیر ترجمہ 209، معرفۃ والتاریخ للبسوی ج 3 ص 42، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج 2 ص 331، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج 2 ص 232، مجروحین لابن حبان ج 2 ص 57، مختصر ضعفاء لابن حبان ص 66، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج 4 ترجمہ 1581، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ 331، میزان الاعتدال للذہبی ج 2 ص 564، مغنی فی الضعفاء للذہبی ج 1 ص 380، تقریب التہذیب لابن حجر ج 6 ص 178-179، کشف الاحوال للمدراسی ص 66، کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج 1 ص 318، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج 1 ص 48، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج 1 ص 343، مجمع الزوائد للہیثمی ج 1 ص 21، ج 3 ص 77، ج 5 ص 140، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص 149، 336، 456، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج 3 ص 321، الوسیلہ لابن تیمیہ ص 89، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج 1 ص 39، 40، 340، ج 2 ص 98 اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج 2 ص 195۔

[87] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانی ج 1 ص 76، میزان الاعتدال للذہبی ج 2 ص 504، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج 1 ص 39۔

[88] مجمع الزوائد للہیثمی ج 8 ص 253 طبع دارالکتب العربی بیروت 1982ء

[89] الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی ج 1 ص 33-34

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ